السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

لاہور سے اکرام بھٹی لکھتے ہیں کہ مندرجہ ذیل روایت کے متعلق تحقیق درکار ہے کیونکہ ہمارے واعظین اسے بکثرت بیان کرتے ہیں جبکہ کچھ علما اسے صحیح نہیں کہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے آپ سے دریافت کیا کہ ان قربانیوں کی کیا حیثیت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے انہوں نے عرض کیا کہ ہمیں اس سے کیا حاصل ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمہیں قربانی کے ہر بال کے بدلے نیکی ملے گی؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس روایت کو امام ابن ماجہ نے قربانی کے باب میں بیان کیا ہے لیکن یہ روایت سخت ضعیف ہے بلکہ بعض محدثین نے اس کے موضوع ہونے کا فیصلہ دیا ہے کیوں کہ اس کی سند میں ایک راوی عائذ اللہ المجاشعی ہے جس کے متعلق علامہ ذہبی نے امام ابو حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ یہ منکر روایات بیان کرنے والا ہے۔ (تلخیص المستدرک: 1/389)

نیز اس کے استاد ابوداؤد بن الحارث الاعمی کو محدثین نے وضاع قرار دیا ہے۔ (میزان الاعتدال: 4/272)

علامہ بوصیری نے اس کو متروک کہا ہے اور وضع حدیث سے متہم کیا ہے۔ (تعلیق ابن ماجہ: حدیث نمبر 3127)

اس کے متعلق امام ابن حبان رحمة اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہ ایسا راوی ہے جو ثقات کے نام سے موضوع روایات بیان کرتا ہے تھا اس کی بیان کردہ روایات بطور دلیل درست نہیں ہیں۔ (کتاب الضعفاء: 3/55)

ابن حبان رحمة اللہ علیہ نے اس وضاحت کے بعد مذکورہ روایت کو بطور نمونہ پیش کیا ہے محدث العصر علامہ البانی رحمة اللہ علیہ نے بھی اس روایت کو موضوع قرار دیا ہے۔ (سلسلة الاحادیث الضعیفہ: 3/157)

امام ترمذی رحمة اللہ علیہ نے اس روایت کو معلق یعنی بلا سند بیان کیا ہے جو اس روایت کے کمزور ہونے کی علامت ہے الفاظ یہ ہیں۔ کہ قربانی کرنے والے کو ہر بال کے عوض نیکی ملے گی۔ (جامع ترمذی)

واضح رہے کہ وہ روایت جس میں مندرجہ ذیل مضمون بیان ہوا ہے قربانی قیامت کے دن اپنے سینگوں بالوں اور کھروں سمیت آئے گی۔ یہ بھی سخت ضعیف ہے۔ (سلسلة الاحادیث الضعیفہ 2/14)

قربانی کے فضائل ومناقب بے شمار صحیح احادیث سے منقول ہیں واعظین کو چاہیے کہ عوام میں شوق پیدا کرنے کے لیے انہیں بیان کیا جائے اس قسم کی من گھڑت روایت سے گریز کرنا چاہیے کیوں کہ ضعیف اور وضعی روایات سے کسی قسم کا استحباب ثابت نہیں ہوتا بلکہ ان کے بیان کرنے پر سخت وعید آئی ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد: 1 صفحہ: 191